



سوال

(372) میت کو دفن کرنے کے بعد قبر پر اذان دینے کا حکم

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میت کے دفن کے بعد قبر پر اذان کہنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ ہمارے اکثر برادران احناف کا یہ معمول ہے کہ مردہ کو قبر میں اتارنے کے بعد اذان دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے۔ چنانچہ موجودان جدید نے بھی اپنے رسالہ میں بابت جواز اذان بعد دفن میت کے حوالہ امام شافعی کا دیا ہے۔ چنانچہ تو بخیر!

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلوة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

کسی میت کے دفن کے بعد اذان کہنا (جیسے کہ طریق اہل بدعت فی زمانہ مروج ہے) ہرگز جائز و ثابت نہیں، مدار ثبوت ہر شے کا امت محمدیہ میں دلیل شرعی پر ہونا ہے اور وہی حجت عند الامت ہے۔ لہذا ہر امر کے اثبات کے لیے دلیل شرعی ہونی چاہیے اور وہ یہاں لکھیہ مفقود ہے، پس بعد از اول میت در قبر اذان کہنا صریح بدعت و گمراہی ہے۔

لقولہ علیہ السلام من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فھو رد

”جو کام بغرض استخوان و اعتساب کیا جائے، اور شریعت محمدیہ میں (قرآن و حدیث) اس کا ثبوت نہ ہو، وہ مردود و ناقابل قبول ہے۔“ (بخاری و مسلم)

جن برادران احناف کا یہ معمول ہے اُن کا بھی کوئی مذہب و دین ہے۔ کبھی حنفی بنتے ہیں کبھی شافعی بن جاتے ہیں۔ حالانکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اس اذان بدعیہ کا کوئی ثبوت نہیں، اور پھر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کوئی نبی نہیں، جو ان کا ہر قول و فعل قابل حجت ہو۔ نبی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

ہاں امام شافعی وغیرہ ائمہ سے جو مسائل موافق کتاب و سنت کے ثابت ہیں، مثلاً امین با بھر و رفع یدین، قرأت فاتحہ خلف الامام وغیرہ ان کو تو یہ برادران احناف ملتے نہیں اور جو امور بدعیہ مثلاً اذان علی المیت (تیج، دسواں، چالیسواں) وغیرہ اُن سے ثابت نہیں وہ لپک کر کرتے ہیں۔ فی اللہ العجب و ضیعة العلم والادب

نیز یہ موجودان جدید کیا بلا ہے۔ آیا اس سے مراد کوئی فرقہ ہے اور اس کا رسالہ کون سا ہے۔ کیا نام ہے ہمیں معلوم نہیں۔ بظاہر ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل بدعت نے اپنا یہ نام رکھا ہے۔ جس کے معنی ہوئے احداث فی الدین کے مرتکب، دین الہی میں نئے کام ایجاد کرنے والے، نئی نبی بدعتیں قائم کرنے والے، سولیسے فرقے اور ایسے رسالوں سے خدا مسلمانوں کو پناہ دے، آمین۔ ہمارا دین تو محفوظ و مکمل ہے ہمیں کیا ضرورت ہے کہ نئے نئے کام ایجاد کر کے بدعتی بنیں۔

الغرض موجودان جدید کا اپنے رسالہ میں بابت جواز اذان بعد میت کے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ دینا بقاء فاسد علی الفاسد ہے۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر صریح بتان و افتراء ہے، ہاں بعض جملہ شافعیہ کا یہ قول ہے۔ جس کو علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ شافعی نے شرح عجاب میں بتصریح تام رد کر دیا ہے۔ چنانچہ تقسیم المسائل مطبوع مطبع الرحمان کے ص ۱۱۶ میں مرقوم ہے۔ ”واذان قبر بعض شافعیہ مسنون گفتہ بودند ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ در شرح عجاب برد اقوال ایشان پرداختہ و خیر رلی در حاشیہ بحر می گوید



ورأيت في كتب الشافعية انه قد سن الاذان لغير الصلوة كاذان المولود والمصوم والمفزوع الى قوله قيل وعند انزال الميت القبر قياساً على اول خروجه من الدنيا لكن رده ابن حجر رحمته الله عليه في شرح العباب

پس معلوم ہوا کہ یہ مسلک و مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا نہیں ہے اور بعض شوافع مقلدین جو بوجہ لاعلمی کے اس طرف گئے ہیں۔ اُن کے اقوال رکیکہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے صاف رد کر دیا ہے۔ تو یہ مسئلہ مذہب شافعی میں بھی مردود و باطل ٹھہرا۔ جن برداران احناف نے اس بارے میں قلاوہ حنفیت کا گردن سے نکال کر قلاوہ شافعییت و موجدان جدید کا پہنا تھا وہ بھی تار عنکبوت سے زیادہ ثابت نہیں ہوا، کسی نے خوب کہا ہے۔

نه خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

لیسے لوگ حنفی رہے نہ شافعی، کیوں کہ کتب حنفیہ میں اس کی تردید بالوضاحت و بالصرحت موجود ہے۔ چنانچہ فتاویٰ شامی رد المحتار میں لکھا ہے۔

انه لا يسن الاذان عند ادخال الميت في قبره كما هو المعتاد الا ان وقد صرح ابن حجر في فتاواه بانہ بدعت و قال من ظن انه سنة قياساً على تدبره المولود الحاقاً بما تمته الامر بائتي يتيه فلم يصب اه
”یعنی میت کو قبر میں داخل کرنے کے وقت اذان مروج کہنا قطعاً ثابت نہیں، علامہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بدعت ہونے پر تصریح کی ہے اور فرمایا کہ جو شخص بچہ کی پیدائش پر قیاس کر کے اس کی سنیت کا گمان کرے وہ صائب نہیں۔ اس کا گمان غلط و نادرست ہے۔“

(ملاحظہ ہو صواعق البیہ مطبع احمدی ص ۲۴۱)

بعض کتب میں ہے

من البدع التي شاعت في بلاد الهند الاذان على القبر بعد الدفن

”یعنی ہندوستان میں جتنی بدعتیں مروج ہیں، ان میں سے بعد دفن میت کے قبر پر اذان کہنا بھی ہے۔“ (تفہیم المسائل ص ۱۱۶)

عمود بلخی توشیح شرح تنقیح میں فرماتے ہیں۔

الاذان على القبور ليس بشئ

”یعنی قبر پر اذان کہنا کسی دلیل سے ثابت نہیں۔“

الحاصل اس کے بدعت ہونے پر کسی مسلمان کو شک و شبہ نہیں۔

اذان علی القبر نہ شرعی معنی کہ رو سے مفید و مطلوب ہے۔ نہ لغوی معنی کی رو سے کیوں کہ اذان کا معنی شرع میں اعلان کرنا واسطے آنے نماز کے وقت پر ساتھ الفاظ مخصوص کے ہے۔ اور یہ معنی اذان علی القبر پر مفقود ہے۔ کمالاً تنحی۔ اور معنی اذان کا لغت میں وانا نیدن اور خبر کردن کا ہے اور یہ معنی بھی یہاں موافق و راست نہیں آتا۔ کمالاً تنحی علی الوجہ ان السلیم والراہی المستقیم۔ (فتاویٰ ستاریہ جلد سوم ص ۲۵)

فتاویٰ علمائے حدیث

کتاب الصلاة جلد 1 ص 159-161

محدث فتویٰ